امام خمینیؒ کی مجاہدانہ زندگی کے

مختصر حالات

ولادت

حضرت امام خمینیؒ ۲۰/ جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ ق ۲۳/ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ایران کے شہر خمین میں پیدا ہوئے، اسی تاریخ کو پیغمبر اکرمؐ کی دختر گرامی حضرت فاطمہ زہراؑ کا بھی یوم ولادت ہے۔ آپ کے والد بزرگوار آیت اللہ سید مصطفےٰ موسوی جلیل القدر عالم دین مرحوم سید احمد موسوی کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی والدہ بانو ہاجرہ تھیں جنہوں نے اس اسماعیل زماں کو اپنے پاکیزہ دامن تربیت میں پروان چڑھایا،

امام خمینی پانچ ماہ کی عمر میں باپ کے سایۂ شفقت سے محروم ہو گئے۔

والد کی شہادت کے بعد امام خمینیؒ نے اپنی مہربان ماں اپنی شفیق پھوپھی صاحبہ خانم اور اپنے بڑے بھائی آیت اللہ مرتضیٰ پسندیدہ کی سرپرستی میں پرورش پائی۔

بچپن اور ابتدائی تعلیم

امام خمینیؒ کا بچپن اور نوجوانی کا دور خمین میں گزرا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم وہیں رہ کر مقامی علماء و فضلاء سے حاصل کی۔ ۱۹ برس کی عمر میں وہ مزید تحصیل علم کے لئے اراک تشریف لے گئے۔ اس زمانے میں اراک کا شمار ایران کے بڑے دینی علمی مراکز میں ہوتا تھا۔ اراک کا حوزہ علمیہ آیت اللہ العظمیٰ مرحوم حاج شیخ عبدالکریم حائری یزدی کی سرپرستی میں بہت بڑی دینی درسگاہ بنا ہوا تھا۔ آیت اللہ حائری نجف اشرف کے حوزہ علمیہ سے فارغ التحصیل اور مجتہد تھے انہیں اراک کے علماء و فضلاء نے اراک کے حوزہ علمیہ کی سرپرستی کے لئے دعوت دے کر خصوصی طور پر بلایا تھا۔

امام قم میں

جب آیت اللہ حائری مذہبی شہر قم کی درخواست پر اراک سے قم تشریف لائے اور انہوں نے حضرت معصومہ کے روضہ مبارک کے قریب ایک عظیم اور بابرکت درسگاہ قائم کی تو امام خمینیؒ بھی اپنے عظیم المرتبت استاد کے ساتھ قم تشریف لائے۔ وہاں وہ اسلامی علوم و معارف کی تحصیل، تزکیہ باطن اور تہذیب نفس میں مشغول ہو گئے۔ انہوں نے آیت اللہ حائری اور آیت اللہ شاہ آبادی جیسے اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ وہ اپنے علمی ذوق و شوق، غیر معمولی استعداد و لیاقت اور اعلیٰ و پسندیدہ انسانی و اسلامی اخلاق و فضائل کی بدولت بہت جلد مختلف اسلامی علوم میں مہارت حاصل کر کے اجتہاد کے بلند درجہ پر فائز ہو گئے۔

تہذیب نفس

امام خمینیؒ اپنے زمانۂ تعلیم میں اپنی مخصوص ذہانت و سنجیدگی سے نہ صرف علمی و اسلامی مسائل سیکھتے رہے بلکہ انہوں نے اخلاقی مسائل کی تحصیل، تعمیر ذات، تزکیہ باطن اور تہذیب نفس پر بھی اپنی بھرپور توجہ دی۔ مرحوم آیت اللہ حائری کی وفات کے بعد امام خمینیؒ کا درس فلسفہ قم کی عظیم دینی درسگاہ کا سب سے بڑا تدریسی حلقہ ہوا کرتا تھا۔ پانچ سو سے زیادہ نوجوان طلبہ پورے ذوق و شوق سے ان کے حلقہ درس میں کسب فیض کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان کے اس درس میں آنے والے نوجوان طلبہ اس شمع علم و فضل کے گرد پروانہ وار حلقہ باندھے، علم و دانش کے اس بحر بیکراں سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ ان کی تدریسی کلاسوں میں سب سے زیادہ تعداد حاضر ہوا کرتی تھی، فقہ اور اصول فقہ پر ان کی کلاسیں حوزۂ علمیہ قم کی تاریخ میں یادگار اور سب سے بھرپور کلاسیں تھیں۔

مرحوم آیت اللہ بروجردی کی وفات کے بعد امام خمینیؒ نے اپنے رسالے کی اشاعت تک کی ممانعت کر رکھی تھی، بالآخر حوزہ علمیہ کے کچھ طلباء، فضلاء اور مدرسین نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت لی کہ وہ اپنے خرچ پر امام کے افکار اور ان کے فتاویٰ شائع کریں، کچھ ہی عرصہ بعد مرحوم سید محمد کاظم یزدی کی کتاب عروۃ الوثقیٰ پر ان کا حاشیہ اور رسالہ عملیہ شائع ہو کر مومنین اور محققین کے

ہاتھوں میں پہنچا۔ اس کے بعد امام حوزہ علمیہ قم کے سرپرست اور مسلمانان عالم کے مرجع تقلید بن گئے۔

امام کی تالیفات

امام خمینی قدس سرہ الشریف نے مختلف اسلامی موضوعات پر بے شمار کتابیں تالیف کیں۔ انہوں نے اپنی غیر معمولی ذہانت اور افکار عالیہ کی بدولت تمام اسلامی علوم اور ان کے مختلف شعبوں سے متعلق گرانقدر کتابیں تحریر کیں۔ فلسفہ، کلام، منطق، عقائد، فقہ، اصول فقہ، اخلاق، آداب، علم الاجتماع، اسلام میں حکومت کا تصور، قانونی اقتصادی اور سیاسی مباحث وہ موضوعات ہیں جن پر امام کی مستقل تالیفات ملتی ہیں۔

ان کی کچھ تالیفات یہ ہیں:

۱۔ الرسل ۳ جلد،	عربی
۲۔ کتاب الطہارہ ۳ جلد،	عربی
۳۔ تہذیب الاموال ۱ جلد،	عربی
۴۔ المکاسب المحرمہ، ۲ جلد،	عربی
۵۔ ولایت فقیہ یا حکومت اسلامی	عربی
۶۔ رسالۃ فی الاجتہاد	عربی
۷۔ تحریر الوسیلہ ۳ جلد	عربی
۸۔ اربعین حدیث،	فارسی
۹۔ تفسیر سورہ حمد،	فارسی
۱۰۔ آداب الصلوۃ،	فارسی
۱۱۔ اسرار الصلوۃ،	فارسی
۱۲۔ شرح دعائے سحر،	فارسی

۱۳۔ کتاب البیع، جلد ۵ عربی

۱۴۔ جہاد اکبر فارسی

۱۵۔ زبدۃ الاحکام عربی

۱۶۔ مصباح الہدایہ الی الخلافہ والولایۃ عربی

۱۷۔ کشف الاسرار، فارسی

۱۸۔ حاشیہ بہ نصوص الحکم قیصری فارسی

۱۹۔ رسالہ فی الطلب والارادہ، عربی

۲۰۔ شرح حدیث جنود عقل و جہل، عربی

۲۱۔ حاشیہ بر مفتاح الغیب، عربی

۲۲۔ صحیفہ نور۔ امام کی تقریروں اور انٹر ویو پر مشتمل کتاب جس کی ۲۴ جلدیں شائع ہو چکی ہیں بقیہ زیر طبع ہیں۔

۲۳۔ توضیح المسائل۔

۲۴۔ قاعدہ لاضرر ولاضرار

مندرجہ بالا کتابوں میں سے بعض امام کی تالیفات ہیں اور بعض پر صرف حاشیے لکھے ہیں اور بعض ان کے اقوال، ارشادات اور لیکچرز کے مجموعے ہیں۔

امام کے سیاسی افکار اور رضا خان سے مخالفت

حوزہ علمیہ قم، جس کی بنیاد مرحوم آیت اللہ حاج شیخ عبدالکریم حائری یزدی نے اپنے مصمم عزم اور اپنی بلند ہمتی سے رکھی تھی بہت کم مدت میں نوجوان اور قابل اعتماد طبقہ کا بابرکت مرکز بن گیا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد ایران کے سیاسی حالات بدل گئے، جلاد اور مطلق العنان رضا شاہ نے دینی اور اسلامی امور خصوصاً حوزہ علمیہ قم سے متعلق اپنی کھلم کھلا دشمنی کا اعلان کر دیا۔ استعمار و استحصال کے بے غیرت ایجنٹ کی طرف سے حوزہ علمیہ پر ہر طرف سے پڑنے والا دباؤ باد سموم بنتا جا رہا تھا۔ رضا خان

کے حکم سے عزاداری کی نمائش اور وعظ وارشاد کی محافل پر پابندی عائد کی گئی تاکہ مذہبی مبلغین ایرانی قوم کو ان کے سیاسی واسلامی حقوق وفرائض سے آگاہ نہ کرسکیں۔

ایسے نازک اور خطرناک حالات میں امام خمینیؒ مجاہدانہ انداز میں ڈٹ گئے اور انہوں نے رضاخان کی حکومت کے خلاف ضروری اقدامات کئے۔اس تاریک اور وحشتناک دور میں امام خاموش نہیں بیٹھے اور انہوں نے مجاہدانہ انداز میں رضاخان کی غیر اسلامی اور غیر انسانی پالیسیوں پر حملہ کیا۔

بلا شبہ امام ایک شجاع فلسفی تھے ،ایک ہیرو تھے جو سالک بھی تھے اور وہ ایک ایسا گرانقدر طوفان تھے جس کی گرج، زمان ومکان کی حدوں سے گزر گئی اور جس نے کئی نسلوں کو بیدار ومتحرک کردیا۔ محمد رضاشاہ کے زمانے میں نام نہاد انقلاب سفید کے نام سے کی جانے والی ان نام نہاد استعماری اور غیر اسلامی اصلاحات کے خلاف امام کی رہنمائی میں عوام کی جدوجہد جاری رہی، ایرانی عوام اپنے لیڈر کی قیادت میں اسی طرح شاہ کی پالیسیوں کے خلاف زوردار صدائے احتجاج بلند کرتے رہے۔

فیضیہ کا سانحہ

شاہ کے لئے متحدہ مزاحمت ناقابل برداشت تھی۔اس کے سدباب کے لئے اسے بہترین ترکیب یہ سوجھی کہ قتل عام کا خونی کھیل کھیلا جائے۔لوگوں کے اعتراضات کے مقابلے میں سنگدل اندھی حکومت نے آخرکار ایک دن اس درندگی کا مظاہرہ کردیا۔

۲۵ر شوال المکرم۔ ۲۲ر مارچ ۱۹۶۳ء کا دن تھا،مدرسۂ فیضیہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے یوم شہادت کے سلسلے میں مجلس عزاء منعقد تھی اور مدرسہ کا صحن لوگوں سے کھچاکھچ بھرا ہوا تھا کہ اچانک شاہ کے مسلح نمک خوار سپاہیوں نے مدرسہ پر دھاوا بول دیا،ان سنگ دلوں نے نہایت بے رحمی سے مکتب قرآن کے معصوم اور نہتے طلبہ کو خاک وخون میں غلطاں کردیا۔ یہ سانحہ استعمار اور استکبار کی ایجنٹ حکومت کے دامن پر سب سے نمایاں بدنما داغ ہے۔

۱۵ر خرداد (۵ر جون ۱۹۶۳ء) انقلاب کا نقطہ آغاز

مدرسہ فیضیہ کے سانحہ کے بعد امام خمینیؒ نے اس کشمکش کے درمیان شاہ اور اس کی حکومت اور

پولیس کے خلاف اتنے زوردار انداز میں شدید بیانات جاری کئے کہ ہر انسان کو تعجب ہوتا ہے۔بلاشبہ ان ناگفتہ بہ حالات میں ایسے بیانات ناقابل یقین محسوس ہوتے ہیں۔

ان شعلہ بار تقریروں، عوام کو جدوجہد کادرس وترغیب، حکومت کی خرابیوں کی نشاندہی اور ان کے اقتدار کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۵/جون کو حریت پسند مسلمانوں کی صفوں پر شاہ کے سپاہیوں نے وحشیانہ حملہ کیااور تقریباً پندرہ ہزار بے گناہ افراد شہید ہوگئے۔

اس واقعہ کے بعد عوام پر اتنی سختی کی گئی کہ اکثر آوازوں کو گلے ہی میں دبادیا گیا۔امام کو گرفتار کرکے کچھ عرصہ بند رکھا گیا۔ جیل سے نکلنے بعد ان کے ناگفتنی،حالات میں بھی امام نے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور اسی طرح حکومت کی بدعنوانیوں سے لوگوں کو آگاہ کرتے رہے۔ حکومت انہیں شہید کرنے سے خوفزدہ تھی، آخرانہیں جلاوطن کردیا گیاکہ شایداسی طرح عوام کی تحریک کمزور پڑ جائے۔

جلاوطنی کادور

حضرت امام خمینیؒ کی جلاوطنی کادور ترکی سے شروع ہوا۔ بعد میں آپ عراق اور پھر مختصر عرصہ کے لئے فرانس چلے گئے۔شاہی حکومت نے عراق کی بعثی حکومت کے ساتھ ساز باز کرکے عراق سے امام کو نکلوانے کے لئے ان پر دباؤ ڈالنا چاہااسی حالت میں امام نے اپنے فرزند ارجمند حجۃ الاسلام سید احمد خمینی کے مشورے سے ایسی حالت میں پیرس کاانتخاب کیا۔کویت نے انہیں ویزاہونے کے باوجود اپنی سرزمین میں نہ آنے دیا۔وہاں پر دنیا کے صحافیوں اور نامہ نگاروں کے سیل رواں نے امام کے انٹرویواور بیانات کے ذریعے فکر انقلاب کودنیا کے کانوں تک پہنچایا۔امام نے اپنی جلاوطنی کے طویل عرصے میں بہترین علماء کی تربیت کااہتمام کیااور معاشرے کوایک بنیادی انقلاب کے لئے تیار کرتے رہے۔

نیز امام نے اپنے دروس میں اسلامی حکومت کامکمل خاکہ پیش کیاجواسی زمانے میں حکومت اسلامی کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوگیا تھا۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے شاہ کی حکومت کی بد اعمالیوں کاذکر بھی جاری رکھا۔بلاشبہ اس زمانے میں امام کے اردگرد وہ تمام لوگ جمع ہوگئے تھے جوشاہ

کے مخالف اور اسلامی حکومت کے قیام کے خواہشمند تھے۔

امام کی وطن واپسی

چودہ سال جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے کے بعد امام نے ۱۲؍ بہمن ۱۳۵۷ھ ش مطابق یکم فروری ۱۹۷۹ء کو ایران کی سرزمین پر قدم رکھا۔ اب وہ دنیا کے مسلمانوں کے رہبر اور ساری کائنات کے حریت پسندوں کے دل کی امید تھے۔ امام نے ساری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ آپ ایران کی نئی تاریخ بنانے آئے تھے۔ تاریخ ان کے استقبال کو کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ قوم نے ان کے راستے میں اپنی جان بچھادی۔ امام گیارہ سال تک اسلامی جمہوریہ ایران میں مہر درخشاں بن کر چمکتے رہے اور ان کے وجود مسعود سے قوم کو زندگی کی حرارت ملتی رہی۔

روح اللہ کا اللہ سے وصال

آخرکار امام خمینیؒ، جنہوں نے دنیا کے مسلمانوں اور حریت پسندوں کو زندگی گذارنے کا سلیقہ سکھایا، ۳؍ جون ۱۹۸۹ء ہفتے کو رات دس بج کر پینتیس منٹ پر راہی عالم بقا ہوئے۔ وفات سے قبل جب رات کو ٹیلی ویژن سے امام کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست کی گئی تو پورے ایران میں سب کے ہاتھ دعاء کے لئے اوپر اٹھ گئے اور امام کی آرام گاہ کی جانب لوگوں کا سیلاب امنڈ پڑا۔ پوری رات سب کے لئے کرب و بے چینی کی رات تھی۔ اور سرانجام امام کے عروج اور روح خدا کے وصال اور حق سے جاملنے کی خبر ۴؍ جون کی صبح کو نشر ہوئی، چھ روز سرکاری تعطیل اور چالیس روز تک عام سوگ کا اعلان ہوا اور ساری جگہیں سیاہ پوش اور سبھی عزادار سوگوار ہیں اور گریہ وزاری کی آواز فرش سے عرش تک پہنچ رہی ہے۔ امام کا جسد مطہر مصلیٰ تہران میں ایک شیشے کے کمرے میں رکھا جاتا ہے۔

سفر وداع شروع ہوتا ہے کروڑوں سوگوار ساری رات اپنے مرحوم امام کی چوکھٹ پر گزارتے ہیں۔ بروز منگل ۶؍ جون ۱۹۸۹ء کی صبح ساڑھے سات بجے آیت اللہ گلپائیگانی امام کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں۔

آٹھ بجے صبح جلوس جنازہ نکلتا ہے، مصلائے تہران لاکھوں انسانوں سے بھرا پڑا تھا اور پورے

ایران سے تہران آئے ہوئے لوگوں نے اپنے وجود سے اس شہر کو چھپا رکھا تھا۔ بہشت زہرا تہران کے قبرستان میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی، راستے میں وداع کرنے والوں کی بھیڑ جنازے کی گاڑی کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ تدفین میں تاخیر ہوتی ہے اور شام کا سایہ گہرا ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے امام کے جنازے کو ہیلی کاپٹر کے ذریعے قبرستان لے جایا گیا اور منگل کی شام کو پانچ بجے، امانت خدا، روح خدا کو، قدسیوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ پھر شام غریباں شروع ہو جاتی ہے۔ تہران میں ایک کروڑ دس لاکھ کا جم غفیر سوگوار ہے۔

اب بدھ، جمعرات، جمعہ اور سنیچر نیز دیگر ایام کا یہی حال ہے۔ اب سے لیکر ابد تک مہینوں اور برسوں کا بھی یہی حال ہوگا۔ اگرچہ حضرت ولی عصرؑ کے ظہور تک امام کے زندہ رہنے کی ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں لیکن ہمارا یقین کامل ہے کہ آنحضرت کے ظہور تک امام کے مرقد پر موجود رہنے کا موقع مل سکے گا۔ اور ان کے دکھائے ہوئے راستہ پر چلنے کی توفیق۔ انشاءاللہ ضرور حاصل ہوگی۔

☆☆☆☆